Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶-۴۱ | اتوار ۵ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۱۵ تبوک ۱۳۷۰ہش، ۱۵ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۰۶

تکرارِ مضامین کا مقصد نئے پہلو بیان کرنا ہے

"قرآن کریم میں ایک بھی ایسی دوہرائی نہیں جس کا پس منظر یا بعد میں آنے والی آیات اس مضمون پر کوئی نئی روشنی نہ ڈالتی ہوں۔ اس لئے کہیں بھی محض تکرار نہیں ہے۔ بلکہ ہر تکرار کے ساتھ کچھ حکمتیں ایسی پوشیدہ ہیں جو پہلے موقع پر بیان نہیں ہوئی تھیں۔ یا ان کے بعض پہلو بیان نہیں ہوئے تھے"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"افسوس اس کو موت یاد نہیں ہے۔ موت کیا دُور ہے؟ جس کی پچاس برس کی عمر ہو چکی ہے۔ اگر وہ زندگی پالے گا تو دو چار برس اور پالے گا یا زیادہ سے زیادہ دس برس۔ اور آخر مرنا ہوگا۔ موت ایک یقینی شے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں، مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بدبخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ عمر ہی تو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ حسرت لے کر دُنیا سے کوچ کرے (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۴)

"یاد رکھو۔ یورپی فلسفہ ضلالت سے بھرا ہُوا ہے۔ یہ انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ ایسا ہی یہ کہنا کہ انسان پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا کہ اُسے مٹی سے پیدا کیا ہو دُرست نہیں ہے۔ نوعی قدم کا میں ہرگز ہرگز قائل نہیں ہوں۔ ہاں میں یہ مانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ کئی بار دُنیا معدوم ہوئی اور پھر از سر نو پیدا کر دی۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے جبکہ ایک مر جاتا ہے تو یہ کیوں جائز نہیں کہ ایک وقت آوے کہ سب مر جاویں۔ قیامت کبریٰ کے تو ہندو اور یونانی بھی قائل ہیں"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۳۴)

بڑے خطرے کے وقت بھی جھوٹ سے کام نہ لیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی اور صحابہؓ کی زندگی پر آپ غور کر کے دیکھیں کہ سب سے بڑی سچائی سے اس وقت انہوں نے کام لیا جب سب سے زیادہ خطرہ درپیش ہُوا کرتا تھا اور بڑے سے بڑے خطرے کے وقت نہ صرف یہ کہ جھوٹ سے کام نہیں لیا بلکہ سچائی بڑی قوت کے ساتھ دل سے پھوٹی ہے۔ ایک موقع پر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک غزوے میں شریک تھے اور دوپہر کو قافلہ آرام کرنے کے لئے مختلف درختوں کی چھاؤں ڈھونڈتا ہُوا الگ الگ پھیل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی ایک درخت کی چھاؤں میں تنہا لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک دشمن کا وہاں سے گذر ہُوا۔ اس نے تلوار سونتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جگا کر کہا۔ آپ کا نام لے کر مخاطب کرتے ہوئے کہ اب یہاں اور کوئی نہیں ہے، تیرا کوئی ساتھی بچانے والا نہیں ہے۔ تو نہتا ہے اور لیٹا ہُوا ہے اور میں یہ تلوار سونت کے تیرے سر پر کھڑا ہوں۔ اب بتا تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑے اطمینان سے اسی طرح لیٹے ہوئے فرمایا "میرا خدا"! اس صداقت میں ایسا رُعب تھا، ایسا جلال تھا کہ وہ شخص کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار زمین پر جا پڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسی تلوار کو اٹھایا اور فرمایا۔ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے

باقی صد ۳ پر

تقریب شادی

ربوہ: ۱۱ ستمبر: محترم چوہدری مبارک احمد طاہر صاحب ایڈووکیٹ مشیر قانون صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ فائزہ ربّانی صاحبہ کی شادی آج بعد نمازِ عصر ایوانِ محمود ہال میں انجام پائی۔ عزیزہ کا نکاح محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل نے بہمراہ عزیزہ مکرم ڈاکٹر نوید احمد صاحب ابن مکرم چوہدری جمیل احمد صاحب نواب شاہ بعوض مبلغ ۵۰ ہزار روپے موقعہ پر پڑھا۔ مولانا سیفی صاحب نے اپنے خطبہ میں کہا کہ نکاح کی تقریب کی دو اغراض ہیں ایک اعلان اور دوسری دُعا۔ حقیقت یہ ہے کہ نکاح اور نیکی اس لئے ایک دوسرے سے منسلک ہیں کہ اعلان صرف نیکی ہی کا کیا جا سکتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس طرح پتہ چلے کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں تو حضورؐ نے فرمایا جس بات کے متعلق دل ڈرے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے، وہ نہ کریں اور جس بات کے متعلق دل مطمئن ہو کہ بے شک سب کو پتہ چل جائے وہ نیکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر کہ النکاح سُنّتی اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ چونکہ نکاح اعلان کے ذریعہ ہوتا ہے اس لئے یہ بھی ایک نیکی ہے اور نیکی ہی میری سنّت ہے۔ محترم سیفی صاحب نے مزید کہا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جو اشعار اس موقع پر پڑھے جاتے ہیں وہ ہمارے لئے دعاؤں کا ایک خزانہ ہیں۔ اگر احباب اس نظم کے پڑھے جانے کے دوران اس کی قبولیت کی دُعا کرتے رہا کریں تو یہ بات بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ مولانا نے کہا کہ محترم مبارک احمد طاہر صاحب واقفِ زندگی ہیں اور آنے والے وقتوں میں احبابِ جماعت اس بات پر فخر کیا کریں گے کہ ان کا فلاں بزرگ واقفِ زندگی

باقی صد ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵ تبوک ۱۳۷۰ ہش ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۱ء

نیکی کی جڑ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

نیکی کی کچھ ہی تعریف کر لی جائے اور اسے کسی ہی زاویہ سے دیکھا جائے ہم میں سے ہر شخص نیکی کرنی چاہتا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اس کے متعلق یہی سوچنا مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ نیکی ہی ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں نیکی کا علم ہو کہ وہ ہے کیا ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ایک کام کو نیکی سمجھ کر کرتے چلے جائیں اور وہ نیکی نہ ہو۔

نیکیوں کا دامن تو اتنا وسیع ہے کہ اگر ایک ایک کر کے ان کو پرکھا جائے اور فیصلہ کرنے کی کوشش کی جائے کہ کونسی نیکی ہے اور کونسی نہیں تو شائد ہم ساری عمر اس پرکھ میں گذار دیں۔ اس بات کو آسان بنانے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا سے ڈرے بھی اور اس سے محبت بھی کرے۔ ڈرے کہ ایسا کام نہ کر بیٹھے جو اسے ناراض کر دے اور محبت کے ساتھ ہر وہ کام کرے جس کا اس نے حکم دیا ہے یا جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اس اصول کو سامنے رکھیں تو یقیناً ایک ایک نیکی کے لئے الگ الگ پرکھ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ کسی کے لئے ایک کام نیکی ہے اور دوسروں کے لئے ایسا نہیں۔ کہتے ہیں نا کہ خدا رسیدہ لوگوں کے "گناہ" بھی عوام الناس کے لئے نیکیاں ہوتی ہیں۔ یہ درجات کا فرق ہے۔

پس ہر شخص کو اپنے تقویٰ کا خیال رکھنا چاہیئے تا کہ وہ اپنے اعمال کے متعلق خود ہی فیصلہ کر سکے کہ وہ کس حد تک خدا سے ڈرتا ہے یا اس سے محبت کرتا ہے۔ "ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے" ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے اور اس کے مطابق ہمیں زندگی گذارنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

خدا سے گفتگو کے بھی ہیں آداب
تم اپنے آپ کو بس ہیچ جانو
وہ ہستی ہے ہر اک بالا سے بالا
اسے حاصل ہے ہر قدرت یہ مانو

ابو الاقبال

منظوم عربی کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے)

فَدَیْنَا رَبَّنَا ذَا الْاِمْتِنَانِ!

(ہم اس خدا پر قربان ہیں جس نے ایسے احسان کئے)

هَلُمَّ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ صِدْقًا ۔۔۔ وَاِیْمَانًا بِتَصْدِیْقِ الْجَنَانِ
خدا کی کتاب کی طرف صدق اور دلی ایمان سے آجا

شُغِفْتُمْ اَیُّهَا النَّوْکٰی بِشَوْكٍ ۔۔۔ وَاَعْرَضْتُمْ عَنِ الزَّهْرِ الْحِسَانِ
بے وقوفو! تم کانٹوں پر فریفتہ ہو گئے اور تم نے خوبصورت پھولوں سے کنارہ کیا

وَاٰثَرْتُمْ اَمَاعِزَ ذَاتَ صَخْرٍ ۔۔۔ عَلٰی مُخْضَرَّةٍ قَاعٍ هِجَانِ
اور تم نے کنکریوں اور پتھروں والی زمین جو بہت سخت ہے اختیار کی اور ایسی زمین کو چھوڑا جو پر سبزہ اور نہایت عمدہ اور قابل زراعت ہے

وَمَا الْفُرْقَانُ اِلَّا مِثْلُ دُرٍّ ۔۔۔ فَرَائِدَ زَانَهَا حُسْنُ الْبَیَانِ
اور قرآن درحقیقت بہت عمدہ اور یکدانہ موتیوں کی طرح ہے جو حسن بیان اور بھی اس کی زینت اور خوبصورتی نکلی ہے

وَمَا مَسَّتْ اَکُفُّ الْکَاشِحِیْنَا ۔۔۔ مَعَارِفَهُ الَّتِیْ مِثْلُ الْحِصَانِ
اور دشمنوں کی ہتھیلیاں ان معارف کو چھوتی بھی نہیں جو قرآن میں ایسے طور پر چھپے ہوئے ہیں جیسے پردہ نشین پارسا عورت چھپی ہوئی ہوتی ہے

بِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِلْمٍ وَّعَقْلٍ ۔۔۔ وَّاَسْرَارٍ وَّاَبْکَارِ الْمَعَانِیْ
اس میں ہر ایک وہ علم اور عقل ہے جس کا تو طالب ہے اور انواع و اقسام کے بھید اور نئی صداقتیں اس میں بھری ہیں

رَاَیْنَا دَرَّ مُزْنَتِهٖ کَثِیْرًا ۔۔۔ فَدَیْنَا رَبَّنَا ذَا الْاِمْتِنَانِ
ہم نے اس کے مینہ کا پانی بہت ہی دیکھا ہے سو ہم اس خدا پر قربان ہیں جس نے ایسے احسان کئے

بقیہ: صدا سے آگے

ہاتھ جوڑ دیئے اور گڑگڑا کر کہا کہ آپ معاف کریں۔ آپ بہت احسان کرنے والے ہیں۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ او بدبخت تجھے میرا نمونہ دیکھ کے بھی پتہ نہیں چلا کہ بچانے والا کون ہے؟ وہ ایک ہی ہے جو ہمارا خدا ہے۔" پس خطروں کی شدت کے وقت انسان کی سچائی آزمائی جاتی ہے۔ خطروں کی شدت کے وقت انسان کی توحید آزمائی جاتی ہے اور جھوٹ ایک شرک ہے۔ اس کی پناہ میں آنے والے پھر توحید سے ہمیشہ اپنا تعلق توڑ لیا کرتے ہیں اس لئے توحید نام کی توحید نہیں ہے جو نعروں کے ذریعے دنیا میں پھیلائی جائے۔ (اللہ سب سے بڑا ہے) کے نعرے لگاتے والے جب مشکل میں مبتلا ہوں اور شیطان اکبر کے نعرے لگائیں یعنی عملاً اس کی پناہ میں آجائیں تو ان کے بلند بانگ نعروں کی کیا قیمت باقی رہ جاتی ہے۔ پس چونکہ یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جسے خوب کھول کھول کر خدام کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں آج آپ بھی اس بات کی یاد دہانی کراتا ہوں کہ جھوٹ سے پرہیز کا عہد کریں اور ہمیشہ کے لئے توبہ کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء)

ضرورت مراقب

دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان میں مراقب کی ایک آسامی خالی ہے۔ ایسے مخلص، محنتی اچھی صحت کے حامل افراد جو بیرون از ربوہ دورے کر سکیں۔ اپنی درخواستیں مع سفارش صدر صاحب / امیر صاحب جماعت ۱۶ ستمبر ۱۹۹۱ء تک دفتر ہذا میں دے دیں اور ۱۸ ستمبر بوقت ساڑھے سات بجے شام انٹرویو کے لئے دفتر تشریف لے آئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر مجاہد کامران

THE GENIUS FROM JHANG

جھنگ کا جینئس

جھنگ جیسے پسماندہ شہر سے اٹھ کر عبدالسلام کا بیسویں صدی کی سٹیج پر ایک نمایاں پوزیشن اختیار کر جانا، ایک ڈرامائی داستان ہے۔ بعض پہلوؤں سے وہ ہمیں لارڈ فورڈ کی یاد دلاتا ہے دونوں نوآبادیاتی برطانیہ کے دور دراز علاقوں میں پیدا ہوئے۔ دونوں کے والد معلمی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے (ردر فورڈ کا تعلق نیوزی لینڈ سے تھا) دونوں پڑھائی کے میدان میں غیر معمولی طالب علم تھے۔ دونوں نے محض خوش قسمتی سے ایسا سکالرشپ حاصل کر لیا جو انہیں کیمبرج تک لے گیا۔ ردر فورڈ دولت مشترکہ میں ایک زبردست سائنسی شخصیت بن گیا اور سلام تیسری دنیا کے سائنسدانوں کی دنیا کے لوگوں کا بے تاج بادشاہ بن گیا۔

سلام اور ردر فورڈ کی یہ مماثلت مزید گہری ہے۔ ردر فورڈ نے ریڈیو ایکٹیوٹی کے میدان میں نوبل پرائز حاصل کیا یہ ایسی چیز تھی جو ۱۸۹۵ء میں اتفاقی طور پر دریافت ہوئی۔ ۱۹۳۲ء کی بات ہے کہ اینریکو فرمی، جو اٹلی کا جینئس تھا، اس نے یہ دریافت کیا کہ قدرت کی ایک نئی بنیادی طاقت ایسی ہے جو اس مظہر کی ذمہ دار ہے۔ اس نے اس کو کمزور نیوکلیائی قوت

WEAK NUCLEAR FORCE

کا نام دیا۔ اور اس طرح سے فرمی نے کمزور نیوکلیائی قوت کے بارے میں ایک نظریہ پیش کیا۔ سلام نے ۵۷-۱۹۵۶ء میں اس قوت کے بنیادی پہلوؤں کے بارے میں نہایت اہم وضاحت کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ اس کے بعد اس نے کمزور قوت اور برقی مقناطیسی قوت کو متحد کرنے کا کام ۶۸-۱۹۶۷ء میں انجام دیا۔ البرٹ آئن سٹائن نے قدرت کی طاقتوں کو متحد کرنے کے کام کا بیڑا اٹھایا۔ مگر وہ غلط راستے پر چل رہا تھا وہ کشش ثقل اور برقی مقناطیسی قوت کو یکجا کرنے پر کام کر رہا تھا۔ وہ ناکام رہا اور جبکہ کشش ثقل کسی متحد فریم کا ایک حصہ تھی، سلام، گلاشو اور وینبرگ نے برقی مقناطیسی قوت کو کمزور طاقت کے ساتھ متحد کر کے برقی کمزور طاقت (اب اس کا یہی نام ہے) کی شکل دینے کا کام کر لیا۔

عبدالسلام ۲۶، جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد حسین ایک سکول ٹیچر تھے۔ ان سے سلام نے دو بہت اہم باتیں حاصل کیں۔ پہلی یہ کہ دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل کرنے کی جدوجہد اور دوسری یہ کہ اپنے مذہب سے گہرا لگاؤ۔ سلام براہ راست چوتھی کلاس میں داخل ہوئے۔ اپنے والد کی نگرانی میں انہوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے بڑی تیزی سے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں اور جب میٹرک کے امتحان میں اوّل آئے تو ان کا نام اخباروں کی شہ سرخیوں کی زینت بن گیا۔ انہوں نے نہ صرف سابقہ ریکارڈ توڑے بلکہ تعلیمی میدان میں ہندوؤں کی اجارہ داری کو بھی ختم کر دیا۔ اس وقت سے بعد انہوں نے جو بھی امتحان دیا اس میں اوّل رہے۔ ۱۹۴۴ء میں انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کیا۔ اس کے بعد ان کا ارادہ تھا کہ وہ انگلش لٹریچر میں مزید تعلیم جاری رکھیں۔ ان کے والد کا خیال تھا کہ وہ سول سروسز میں جائیں۔ جنگ عظیم کی وجہ سے مقابلے کے امتحانات معطل ہو گئے۔ اس وجہ سے سلام نے فیصلہ کیا کہ وہ ریاضی میں ایم اے کر لیں۔

سلام نے ۱۹۴۶ء میں ایم اے کیا۔ اس میں بھی وہ حسب معمول نہ صرف اوّل آئے بلکہ یونیورسٹی کا ریکارڈ بھی توڑ دیا۔

اتفاقات کے ایک سلسلہ نے سلام کو لاہور سے کیمبرج پہنچا دیا۔ ایک پنجابی زمیندار نے جنگ عظیم کی خاطر رقم جمع کی تھی۔ جنگ عظیم ۱۹۴۵ء میں ختم ہو گئی۔ یہ زمیندار ۱۹۴۶ء میں پنجاب کے چیف منسٹر بن گئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ رقم چھوٹے کاشتکاروں کے بچوں کو تعلیمی سکالرشپ دینے پر استعمال کر لی جائے۔ چونکہ سلام کے والد ایک چھوٹی سی زمین کے مالک بھی تھے لہٰذا اپنے غیر معمولی تعلیمی کیریئر کی وجہ سے وہ قدرتی طور پر اس سکالرشپ کے لئے منتخب کر لئے گئے۔ سلام اور دیگر چار افراد اس سکالرشپ کے لئے منتخب ہوئے۔ سلام نے اس سے پہلے ہی برطانیہ کے بعض اداروں میں داخلے کے لئے اپلائی کیا ہوا تھا۔ اگرچہ سکالرشپ ذرا لیٹ ملا تاہم سینٹ جان کالج میں غیر متوقع طور پر ایک سیٹ نکل آئی اور ان کو اس میں داخلہ کی پیشکش مل گئی۔ سلام نے ایک دفعہ کہا "جنگ کے فنڈ میں جو تمام کوششیں گولہ بارود خریدنے کے لئے رقم کے حصول پر صرف ہوئی تھیں ان کا انجام اس پر ہوا کہ اس رقم نے مجھے کیمبرج پہنچا دیا"۔

ریاضی میں ٹرائی پوز، تین سال کا کورس تھا جو سلام نے دو سال کے عرصے میں فرسٹ کلاس میں مکمل کر لیا۔

کیمبرج سے فرسٹ کلاس میں ریاضی میں ٹرائی پوز کر لینا ایک غیر معمولی کامیابی تھی۔ اب سلام کے پاس ایک سال کا سکالرشپ باقی تھا۔ وہ نظریاتی فزکس میں کام کرنا چاہتے تھے چنانچہ وہ ایک ماہر فلکیات فریڈ ہوئیلے کے پاس گئے۔ ہوئیلے نے انہیں بتایا کہ فزکس کی صحیح تعلیم حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ساتھ ساتھ عملی کام بھی کیا جائے۔ سلام کو یہ کام کرنے سے بڑی ذہنی پریشانی تھی کیونکہ کئی سال سے انہوں نے اس میدان میں عملی کام نہ کیا تھا۔ ہوئیلے نے انہیں کہا کہ وہ اس کام کو ایک چیلنج سمجھ کر کریں۔ چنانچہ سلام نے فزکس کا کورس شروع کر دیا۔

چند سال قبل سلام نے اس بارے میں ایک شخص کو بتایا "خدا کی قسم یہ بڑا مشکل کام تھا"۔ سال کے آخر پر انہوں نے امتحان دیا۔ پریکٹیکل میں ان کا نتیجہ اچھا نہیں تھا لیکن تھیوری میں وہ غیر معمولی طور پر اعلیٰ تھے۔ جب وہ مشہور ماہر طبیعیات ڈاکٹر ڈینیز ولکنسن سے ملنے گئے تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے کونسی کلاس حاصل کی ہے۔ جب سلام نے ان کو بتایا کہ انہوں نے فرسٹ کلاس حاصل کی ہے تو ولکنسن اتنے حیران ہوئے کہ اپنی گھومنے والی کرسی کا پورا چکر گھوم گئے اور کہا "دیکھو انسان بعض دفعہ لوگوں کے بارے میں کتنا غلط اندازہ قائم کر بیٹھتا ہے"۔

سلام نے نہ صرف ریاضی اور فزکس میں فرسٹ کلاس حاصل کی بلکہ پانچ سال کا کام صرف تین سال میں مکمل کر لیا۔ کیمبرج کے ارباب اختیار کو احساس ہو گیا کہ ایک غیر معمولی شخص ان کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ کیمبرج کی روایات یہ تھیں کہ وہ فرسٹ کلاس حاصل کرنے والوں کو عملی فزکس میں بھیجتے تھے اور کم نمبر حاصل کرتے کو تھیوریٹیکل (نظریاتی) فزکس میں بھیجتے تھے۔ چنانچہ سلام نے عملی فزکس کے میدان میں ۱۹۴۹ء میں ایک ریسرچ سٹوڈنٹ کے طور پر کام شروع کیا۔ تاہم ان کا کہنا ہے کہ "میں جانتا تھا کہ عملی فزکس کا کام میرے بس کا روگ نہیں۔ اس میں صبر و برداشت کی صلاحیتوں کی بڑی ضرورت تھی — خصوصاً جو اس وقت کیونڈش کے آلات استعمال ہوتے تھے ان کو استعمال کرتے ہوئے — اور میں، افسوس ہے کہ ایسی صلاحیت سے عاری تھا۔ چنانچہ ہچکچاہٹ کے ساتھ میں نے اپنے کام کو تبدیل کیا اور اس کی بجائے میں نے نکولس کیمر کے ساتھ کوانٹم فیلڈ تھیوری میں پی۔ اے۔ ایم ڈیراک کے شاندار ڈیپارٹمنٹ میں کام شروع کر دیا۔

کیمر نے ایک دفعہ کہا تھا کہ انہوں نے ایک دفعہ سلام کو قریباً مسترد کر دیا۔ ان کے پاس پہلے ہی آٹھ ریسرچ سٹوڈنٹس تھے۔ کیمر نے ان کو تجویز پیش کی کہ وہ برمنگھم چلے جائیں اور پائیرلز کے ساتھ کام کریں۔ لیکن سلام کیمبرج کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ کیمر نے سلام کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ سلام ان کے ساتھ کام کریں لیکن "ایک طرف رہتے ہوئے"۔ انہوں نے سلام کو بتایا کہ کوانٹم فیلڈ تھیوری میں تمام بڑے مسائل فی نام، شونگر، ڈائی سن اور میتھیوز نے حل کر دیئے ہیں۔ انہوں نے سلام کو تجویز کیا کہ وہ میتھیوز جو ان دنوں اپنا پی ایچ ڈی کا تھیسس لکھ رہے تھے، کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ کیا کوئی مسئلہ ایسا تو نہیں جو حل نہ ہوا ہو۔

جب سلام میتھیوز سے ملنے گئے تو اس نے ان کو اپنے بعض پرابلم بتائے جو میسن تھیوریز کے بارے میں تھے۔ میسن تھیوریز کا تعلق طاقتور نیوکلیائی قوت سے تھا۔ غرضیکہ میتھیوز نے سلام کو کہا کہ وہ ان کی مشکلات کا حل چھ ماہ کے اندر اندر تلاش کریں ورنہ وہ اپنا مسئلہ واپس لے لینے پر مجبور ہو جائے گا۔

یہ ایک انتہائی مشکل مرحلہ تھا۔ لیکن سلام نے حیرت انگیز طور پر صرف تین ماہ میں ان مسائل کو حل کر کے رکھ دیا۔

یہ وہ زبردست کام تھا جس نے سلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو شہرت عطا کر دی۔ یہ سوچا گیا کہ اس کے ذریعے سے فزکس کے ماہرین اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ طاقتور نیوکلیائی قوت (جو نیوکلیئس کو آپس میں اکٹھا رکھتی ہے) کے بارے میں بالکل درست اور مکمل قوانین پیش کر سکیں۔

یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے اور سلام کی عمر اس وقت صرف ۲۴ سال تھی۔

اگرچہ پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر سلام کا ری نارملائزیشن میسن تھیوریز پر کیا گیا کام کافی سے زیادہ تھا۔ لیکن قوانین کے مطابق اپنا مقالہ تین سال کی مدت ختم ہونے کے بعد ہی پیش کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے الیکٹرو میگنٹزم کے قوانین کی ری نارملائزیشن کا کام جاری رکھا۔ ان کامیابیوں کی وجہ سے سلام دنیا کے فزکس کے بہترین سائنسدانوں کی صف میں شامل ہو گئے ان کو پی ایچ ڈی کی ڈگری سے پہلے ہی ان ممتاز کامیابیوں کے لئے عظیم الشان سمتھ پرائز دیا گیا اور پرنسٹن کے اعلیٰ سائنسی تحقیقات کے ادارے میں بھیج دیا گیا۔ جہاں مشہور عالم سائنسدان آئن سٹائن بھی کام کرتا تھا انہوں نے پرنسٹن میں ایک سال کام کیا۔

اصولی طور پر وہ کہیں سے بھی اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ پیش کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے لاہور واپس آنے اور کسی تعلیمی ادارے سے منسلک ہونے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۵۱ء میں وہ گورنمنٹ کالج کے سٹاف میں ریاضی کے پروفیسر کے طور پر شامل ہو گئے۔ لیکن دنیا کے بہترین علمی مراکز میں شامل رہنے کے بعد ایک ایسے ملک میں پہنچ گئے تھے جہاں ایک بھی ایسا سائنس دان نہ تھا جس کے ساتھ وہ اپنے پائے کے سائنسی موضوعات پر بحث و مباحثہ یا گفت و شنید کر سکتے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہاں تو کسی قسم کے سائنسی جرائد و رسائل بھی میسر نہ تھے۔ اس علاقے میں نزدیک ترین سائنسدان جس سے سلام کسی قسم کی مفید بات چیت کر سکتے تھے وہ بمبئی میں رہنے والے مسٹر بھابھا تھے۔ ولف گینگ پالی، جس کو آئن سٹائن اپنا جانشین سمجھتا تھا، اس نے ان دنوں میں بمبئی کے ایک دورے کا ارادہ کیا۔ اس نے سلام کو اس کے متعلق اطلاع دی اور سلام سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ سلام نے اس پر بمبئی کا سفر اختیار کیا۔ جب سلام واپس آئے تو انتظامیہ نے ان کی اس بات پر جواب طلبی کی کہ وہ بغیر اجازت کے ملک سے باہر کیوں گئے۔

پاکستان کے مشہور و معروف فزکس کے سائنس دان ریاض الدین ان دنوں سلام کے شاگردوں میں تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک ایسے ماحول میں جہاں ابھی تک پرانے اور فرسودہ ریاضی کے فارمولے زیر استعمال تھے ہم خوش قسمت تھے کہ اپلائیڈ ریاضی کی بعض برانچوں میں ہم ان کے انتہائی جدید خیالات سے مستفید ہوئے مجھے یاد ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ کوانٹم میکینکس پر شام کی کلاسز لینا شروع کیں۔ حالانکہ یہ مضمون نہ تو فزکس کے نصاب کا حصہ تھا نہ ہی باقاعدہ کورس میں یہ مضمون پڑھایا جاتا تھا۔ لیکن جلد ہی یہ تمام کلاس غائب ہو گئی سوائے دو آدمیوں کے۔ ظاہر ہے کہ اگر ڈاکٹر سلام نے سائنس کی دنیا میں پیش پیش رہنا تھا تو وہ اس قسم کے ماحول میں جو اس وقت پاکستان میں پایا جاتا تھا زیادہ دیر نہیں چل سکتے تھے اور جب ان کو ۱۹۵۳ء میں کیمبرج میں لیکچرار کی پوسٹ پیش کی گئی تو ان کو فیصلہ کرنا ہی پڑا ۱۹۵۳ء میں این کمر جو کہ ڈاکٹر سلام کے سپروائزر تھے ایڈن برگ یونیورسٹی میں ریاضیاتی فزکس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ جب میں ۱۹۷۵ء میں اپنے پی ایچ ڈی کورس کے لئے وہاں گیا تو انہوں نے بتایا کہ چونکہ کیمبرج میں ان کی جگہ خالی ہو رہی تھی تو انہوں نے ہی یہ مشورہ دیا تھا کہ ڈاکٹر سلام کو ان کی جگہ لگایا جائے ڈاکٹر سلام نے یہ پیشکش قبول کر لی لیکن انہوں نے اس کے بعد بھی اپنے ملک کو کبھی نہیں بھلایا اور نہ ہی وہ تیسری دنیا کے بنجر علمی ماحول میں رہنے والی سائنس دانوں کی چھوٹی سی جماعت کو بھولے جو ان نامساعد حالات میں زندہ رہنے کی تگ و دو میں مصروف تھی۔ اسی بات نے ڈاکٹر سلام کو انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس شروع کرنے پر آمادہ کیا۔ ۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر سلام نے ایک اور حیران کن کامیابی حاصل کی یہ سائنس کے قانون۔ LAW OF CONSERVATION OF PARITY کے بارے میں نئے اور انقلابی نظریات کا بیان تھا۔ پروفیسر ریاض الدین نے ڈاکٹر سلام صاحب کے کیمبرج میں طریق کار پر ایک ذاتی مشاہدہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ کیمبرج میں ماحول غیر رسمی اور سادہ سا تھا اور یہ بات ڈاکٹر سلام پر خاص طور پر صادق آتی تھی۔ کوئی بھی شخص ان کے دفتر کا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر جا سکتا تھا۔ جہاں وہ ہر وقت اپنے کام میں انتہائی مشغول رہتے تھے لیکن وہ فوراً اپنا کام پرے رکھ دیتے اور آنے والے شخص کے ساتھ اس کے معاملے پر بحث و تمحیص شروع کر دیتے اور جب وہ شخص چلا جاتا تو ڈاکٹر سلام فوراً اسی انہماک سے اپنا کام جہاں سے چھوڑا ہوتا شروع کر دیتے گویا کہ انہیں کسی قسم کی خلل اندازی کا سامنا کرنا ہی نہیں پڑا ہو۔

۱۹۵۷ء میں جبکہ ان کی عمر ابھی صرف ۳۱ سال تھی۔ ڈاکٹر سلام کو امپیریل کالج میں جو کہ دنیا کے بہترین سائنسی اداروں میں سے ہے۔ عہدہ پیش کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ پروفیسر پی۔ ایم۔ بلیکٹ نے بتھ (نوبل انعام یافتہ) جس نے سب سے پہلے یہ معلوم کیا تھا کہ سورج کس طرح چمکتا ہے، کو درخواست کی کہ وہ تھیوریٹیکل فزکس کے پروفیسر کے عہدہ کے لئے کسی موزوں آدمی کی نشاندھی کریں۔ بتھ نے فوراً ڈاکٹر سلام کا نام پیش کر دیا۔ پروفیسر بلیکٹ جو خود بھی نوبل انعام یافتہ تھے اور جو انگلستان کے سائنس کے حلقوں میں بہت اہمیت رکھتے تھے نے ڈاکٹر سلام کا انٹرویو لیا۔ انہوں نے صرف یہ پوچھا کہ آیا انہیں کسی عہدہ کی ضرورت ہے۔ "جی۔ جناب" ڈاکٹر سلام نے جواب دیا۔ اور بلیکٹ نے کہا کہ پھر وہ یہ جگہ لے سکتے ہیں اس کے بعد بلیکٹ نے ڈاکٹر سلام کے افتتاحی لیکچر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی اتنا فصیح لیکچر نہیں سنا تھا۔

پروفیسر ریاض الدین جو کہ اس لیکچر میں موجود تھے نے بتایا کہ اس لیکچر کا اختتام ڈاکٹر سلام نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے کیا:

"اور تم اللہ تعالےٰ رحمن رحیم کی تخلیق میں کوئی کجی نہیں پاؤ گے۔ اپنی نظروں کو پھراؤ اور دیکھو کہ کیا تم کو کوئی کمی نظر آتی ہے۔ پھر دوبارہ اپنی نظروں کو گھماؤ اور تمہاری نظر ناکام واپس آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہو گی"

۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر سلام اور ان کے معاون وارڈ نے ان ذرات کے متعلق جو طاقت ور نیوکلیئر فورس (HADRONS) کو محسوس کر سکتے ہیں، ایک اہم دریافت کی، سمٹری کے دلائل کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے ایک آٹھ ہاڈرونز کے گروپ کی موجودگی کی پیش گوئی کی جو کہ خاص خصوصیات رکھتے تھے (وہ اب SPIN ONE MESONS کے نام سے پکارے جاتے ہیں) بعد میں تجربات کے ذریعے ان آٹھ ہاڈرونز کی موجودگی کا ثبوت بھی مل گیا۔ ڈاکٹر سلام کے ایک ریسرچ سٹوڈنٹ نیمان نے بھی ان خاص طرز کے سمٹری دلائل کو استعمال کرتے ہوئے (جن کا نام یونیٹری سمٹری ہے) دس ہاڈرونز کے سیٹ کی پیش گوئی کی۔ جن میں سے ایک پہلے نامعلوم تھا لیکن بعد میں اس کا بھی پتہ چلا لیا گیا۔ گل مین نے بھی اپنی تحقیق کی بنیاد اسی پیش گوئی پر رکھی۔

ڈاکٹر سلام کو ۱۹۵۹ء میں رائل سوسائٹی کا فیلو چن لیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی اور اس سب سے زیادہ پروقار ادارے کی رکنیت حاصل کرنے والے وہ سب سے کم عمر سائنسدان تھے۔ ۱۹۶۴ء میں ان کو ہیوگس میڈل (HUGHES MEDAL) دیا گیا۔ اس انعام (ایوارڈ) پر اظہار خیال کرتے ہوئے نیچر رسالے نے اپنے ۱۳ دسمبر ۱۹۶۴ء کے شمارے میں ڈاکٹر سلام کی TWO COMPONENT THEORY اور یونٹری سمٹری کی کامیابیوں کو "واقعی اعلیٰ ترین" قرار دیا۔ ڈاکٹر سلام کے پی۔ ایچ۔ ڈی میں کئے گئے کام نے ہی ان کے لئے عزت و احترام کے جذبات پیدا کر دئے تھے۔ نوخیز سائنس دان ان کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ وین برگ، جن کو ان کے ساتھ نوبل انعام میں شامل کیا گیا تھا، امپیریل کالج میں کچھ دیر کے لئے ان کے ساتھ رہے۔ ہگس جس کی مشہور زمانہ ہگس میکانزم نے یونیفکیشن کا راستہ ہموار کیا نے پوسٹ ڈاکٹریٹ میں ان کے ساتھ کام کیا۔ کبل بھی جس نے بہت عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں اور اسی طرح وارڈ اور اس میدان کے کئی نامور سائنس دانوں نے ڈاکٹر سلام کے ساتھ کام کیا۔ ڈاکٹر سلام کی رہنمائی میں امپیریل کالج ایلیمنٹری پارٹیکل (یا ہائی انرجی) فزکس کی تھیوریٹیکل ریسرچ میں باقی سب اداروں سے بازی لے گیا۔

(دی پاکستان ٹائمز ۱۵، فروری ۱۹۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

نائیجیریا میں کسی پاکستانی سفارتی نمائندہ کے آنے سے کافی عرصہ قبل ہندوستان کے ایک ٹریڈ کمشنر وہاں موجود تھے۔ ان سے کچھ زیادہ مراسم تو نہ تھے لیکن شناسائی ضرور تھی۔ برٹش کونسل نے تقسیم برصغیر کی ایک فلم دکھانے کے لئے ایک ہال میں اہتمام کیا۔ اس کا ایک حصہ ہندوستانی ٹریڈ کمشنر کے ذمہ لگایا گیا کہ وہ اس پر کمنٹری کریں اور دوسرا حصہ مجھے دیا گیا۔ ہال میں فلم دکھانے سے پہلے ایک دفعہ ہم دونوں کو فلم دکھائی گئی اور اس کے بعد ہال میں فلم کے دکھانے کے لئے لیگوس کے باشندوں کی خاصی تعداد جمع کی گئی۔ اس فلم میں تقسیم ملک کے وقت قافلوں کا ایک علاقے سے دوسرے علاقے کو جانا دکھایا گیا تھا اور سڑکوں اور میدانوں میں لاشیں بکھری پڑی نظر آرہی تھیں بھارت کے ٹریڈ کمشنر نے مختصر سی کمنٹری کے ذریعے صرف اتنا بتایا کہ واقعات کس طرح رونما ہوئے۔ خاکسار نے واقعات کے رونما ہونے اور ان کے پس منظر کا بھی ذکر کیا۔ ہندو اور مسلمان کیوں اکٹھے نہ رہ سکے اور ہندوؤں نے اپنے دلی بغض کا کس طرح اظہار کیا اس کا ذکر میں نے ان لاشوں کے حوالے سے کیا جو بھارت کے علاقے میں اٹی پڑی تھیں اور وہ سب کی سب مسلمانوں کی تھیں۔ میری ان باتوں سے حاضرین میں مزید واقفیت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اگرچہ برٹش کونسل کے انچارج نے فلم کے اختتام پر اس بات کا اظہار کیا کہ فلم دکھانے سے اس کے پس منظر کی وضاحت مقصد نہیں تھا۔ لیکن خاکسار نے اس بات کی وضاحت کی کہ جب تک پس منظر کا پتہ نہ ہو۔ اس بات کو کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کا کس طرح اور کیوں خون بہایا گیا۔ آخر تبادلہ تو دونوں طرف ہوا تھا ایسا کیوں نہ ہوا کہ اسی تعداد میں ہندو بھی مارے جاتے۔ دراصل ہندو ایک لمبے عرصے سے اس بات کی تیاری کر رہے تھے کہ جب بھی وقت آئے گا وہ مسلمانوں کو قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب کہ دوسری طرف مسلمانوں میں نہ کوئی ایسا جذبہ تھا اور نہ کوئی ایسی تیاری تھی۔ ہندوؤں کی تیاری تو میں نے بچشم خود دہلی کے مختلف علاقوں میں دیکھ ہی لی تھی۔ بہرحال اس فلم کے دکھائے جانے کے بعد میرے اس ہال سے واپس مشن ہاؤس آنے تک بہت سے لوگ میرے ساتھ آئے اور ہندو مسلم تعلقات کے متعلق سوالات کئے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد پاکستانی ایکٹنگ ہائی کمشنر مکرم عبدالرؤف صاحب نائیجیریا تشریف لائے۔ جب شہر کے عمائدین سے ان کا تعارف کروایا گیا تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کسی تصویر کے سلسلے میں کہا ہے عام طور پر ان سے یہی کہا گیا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ شخص (میری طرف اشارہ کر کے) پاکستان کا ہائی کمشنر ہے سرکاری طور پر نہ سہی ذاتی طور پر جس طرح اس شخص نے اخبارات میں اور مختلف مواقع پر پاکستان کا دفاع کیا ہے۔ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے وہی کام کیا جو پاکستان کے ہائی کمشنر کو کرنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ مکرم عبدالرؤف صاحب بعض اوقات پریشان تو ہو جاتے لیکن اپنی شرافت طبع کے نتیجہ میں ان کے دل میں میرے لئے محبت اور قدر کے جذبات پیدا ہوتے چنانچہ جب تک وہ نائیجیریا میں رہے اگرچہ یہ عرصہ کچھ زیادہ لمبا نہیں تھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ یعنی خاکسار اور احمدیہ جماعت کے دیگر افراد کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا۔ میرے ساتھ تو یوں لگتا تھا کہ ان کی دوستی ہے کہ بعض اوقات ان کی طرف سے باسمتی کے چاولوں کا تحفہ ملتا تھا اور دل میں ممنونیت کے جذبات پائے جاتے تھے۔ ان کے چلے جانے کے بعد محترم خواجہ شہاب الدین صاحب ہائی کمشنر متعین ہو کر نائیجیریا تشریف لائے۔ پہلی تصویر میں خاکسار اور محترم عبدالرؤف صاحب قائم مقام ہائی کمشنر کھڑے ہیں اور دوسری تصویر جو خاکسار نے ہائی کمیشن ہی میں لی تھی۔ محترم خواجہ شہاب الدین صاحب اور محترم ڈاکٹر سید کرنل محمد یوسف شاہ صاحب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب احمدیہ جماعت کے خاصے مداح تھے۔ الفضل باقاعدگی سے پڑھتے تھے ان کی نائیجیریا آمد پر خاکسار ان سے ملنے گیا۔ شام کا وقت تھا۔ آپ اپنے ہوٹل فیڈرل پیلس ہوٹل میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت آپ کے ہمراہ سعودی عرب کے سفیر مکرم عبدالجبار صاحب بھی تھے۔ خواجہ صاحب نے مکرم عبدالجبار صاحب سے میرا تعارف کرایا تو انہوں نے میرے کام کے متعلق تھوڑی سی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ خواجہ صاحب فرمانے لگے کہ سیفی صاحب! آپ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عربی کتب کا ایک بنڈل مکرم عبدالجبار صاحب کو بھجوا دیں۔ چنانچہ خاکسار نے ایسا ہی کیا۔

ڈاکٹر کرنل محمد یوسف شاہ صاحب نائیجیریا میں پہلے احمدی ڈاکٹر کی حیثیت سے تشریف لائے اور اگرچہ آپ کی خواہش تو یہ تھی کہ کسی دیہاتی علاقے میں جا کر اپنا کلینک کھولیں لیکن حالات نے اس بات کی اجازت نہ دی اور مکرم شاہ صاحب نے لیگوس ہی میں اپنا کلینک کھول لیا۔ شاہ صاحب کی طبیعت نہایت پیار اور ہمدردی رکھنے والی تھی۔ سب سے پیار اور سب سے ہمدردی۔ اگرچہ آپ خود دمہ کے مریض تھے لیکن چوبیس گھنٹوں میں کبھی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا تھا۔ دن کا ہو یا رات کا جب کوئی مریض آیا ہو اور انہوں نے اسے دیکھنے میں تردد کیا ہو۔ پس و پیش کیا ہو یا اسے کسی اور وقت پر ٹالا ہو۔ بعض اوقات جب وہ فجر کے وقت "بیت" میں تشریف لاتے تو بتلاتے کہ رات اڑھائی بجے ایک بچے کو لے کر آ گئے۔ اس وقت سے اب تک میں اس کے علاج میں مصروف رہا ہوں۔ اور یہ واقعہ کئی دفعہ ہوا۔

ان کے آنے سے ہماری جماعتی کارکردگی میں خدا کے فضل سے خاصا اضافہ ہوا۔ ہمارا کوئی ایسا شعبہ نہیں تھا جس میں آپ نے نہایت ہمدردی جوش اور جذبہ کے ساتھ ہماری مدد نہ کی ہو۔ دعوت الی اللہ کیلئے اکثر وہ ہمارے ساتھ باہر جاتے اور دھوپ ہو یا چھاؤں وہ ہمارے ساتھ گھومتے پھرتے اگرچہ عمر کے لحاظ سے وہ ایسا آسانی کے ساتھ تو نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ان کا جوش اور ان کا جذبہ انہیں اس بات پر مجبور کرتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ جائیں اور دعوت الی اللہ میں حصہ لیں۔

میرے ساتھ انہیں ایک گونہ محبت ہو گئی تھی جب کبھی کسی اخبار میں میرا مضمون چھپتا تو فوراً مجھے ٹیلیفون کر کے میری ہمت افزائی کرتے اور کئی دفعہ فرماتے کہ اس مضمون کو تو پمفلٹ کی صورت میں چھپ جانا چاہیئے اور پھر ایسا ہی کیا جاتا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب ہمارے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر باہر سے آنے والے تمام احمدیوں کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ چنانچہ بہت سے دوست جو دیہات سے آتے تھے اور جنہیں اپنے علاقے میں طبی سہولت نہیں مل سکتی تھی جلسہ سالانہ پر محترم ڈاکٹر صاحب کی خدمات سے مستفید ہوتے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا طریق تھا کہ اکثر اپنے گھر پر دوستوں کو حکومت کے افسران یا ہمارے پاکستانی ہائی کمشنر کے عملے کو بلا کر ان کی خاطر تواضع کرتے۔ ان مواقع پر وہ جماعت کے مربیوں کو کبھی فراموش نہیں کرتے تھے۔ اور تمدنی طور پر ایک بہت اچھی تقریب کا اہتمام کر لیتے تھے۔

جب محترم ڈاکٹر صاحب نائیجیریا تشریف لائے تو میری فیملی میرے ساتھ ہی تھی۔ چنانچہ آپ تین چار ماہ تک مشن ہاؤس میں ہی ٹھہرے اور یوں لگتا تھا کہ ہمارے گھر کے ایک فرد ہیں۔ میری بیوی کا بہت احترام کرتے تھے اور میرے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان کے بڑے بیٹے یحیٰی خضر صاحب کی شادی کا موقعہ آیا تو میری بیوی سے باقاعدہ مشورہ کرتے رہے اور ہر تجویز پر تصاویر دکھا کر میری بیوی سے پوچھتے کہ آپ کا کیا خیال ہے۔ ہر متعلقہ خاندان کی باتیں کھل کر کرتے کہ یہ اس خاندان کی لڑکی ہے اور وہ خاندان کیسا ہے۔ یہ ساری باتیں بتا کر میری بیوی سے مشورہ کرتے چنانچہ جب ہم واپس پاکستان آ گئے اور ان کے بیٹے کی شادی ہوئی۔ تو انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ مجھے لکھا کہ آپ سب کے سب اس شادی میں ضرور شریک ہوں گے۔ آپ گجرات کے قریب مدینہ کے رہنے والے تھے چنانچہ میں، والد صاحب اور میرے بیوی بچے سب کے سب اس شادی میں شریک ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کو ہماری اس شرکت سے بہت خوشی حاصل ہوئی جس کا آپ نے متعدد مرتبہ ذکر کیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے گذارش کی ہے میرے مضامین اخبار میں چھپتے تو فوراً ٹیلیفون پر مجھے ان کی داد دیتے۔ میری واپسی پر آپ نے ایک نہایت پیارا خط لکھ کر مجھے دیا اور اس کے ساتھ ایک قلم اور رائیٹنگ پیڈ بھی تھا اور اپنی طرف سے وہاں کے احمدیہ سکول کے لئے میرے نام پر ایک وظیفہ قائم کر دیا۔ ایسے وظیفے دیر تک تو جاری نہیں رہتے۔ لیکن بہرحال جتنا عرصہ یہ وظیفہ جاری رہا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کی نیکی یاد آتی رہی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی نیکی ہمیشہ یاد آتی رہے گی۔

کفالت یکصد یتامیٰ

○ "کفالت یکصد یتامیٰ" میں حصہ لینے والے احباب جماعت کی خدمت میں اطلاعاً تحریر ہے کہ اس مَد میں مقامی رسید بکوں پر چندہ ادا کرتے وقت واضح طور پر "کفالت یکصد یتامیٰ" تحریر کروایا کریں تا آپ کی رقوم اس مَد میں جمع ہو سکیں۔ تمام محصلین و سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی یہی درخواست ہے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید ظہور احمد شاہ

موسم سرما کی سبزیوں کی کاشت

سبزیوں میں حیاتین اور معدنی نمکیات کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں اس لئے سبزیوں کا باقاعدہ استعمال غذا کو متوازن بنانے اور صحت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے بیشتر سبزیاں دو تین ماہ میں تیار ہو جاتی ہیں جس زمین سے ہم دوسری فصلوں کی سال کے اندر ایک یا دو فصلیں لیتے ہیں۔ اس زمین سے سبزیوں کی تین چار فصلیں حاصل کر کے غذائی پیداوار میں بیش بہا اضافہ کرنے کے ساتھ اپنی آمدنی میں بھی اضافہ کر سکتے ہیں۔

سبزیوں کے لئے گہری زرخیز اور بھربھری زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو۔ نیز پانی کو دیر تک جذب رکھنے کی صلاحیت بھی ہو اچھی رہتی ہے۔

بیج ہمیشہ کسی قابل اعتماد دکان یا ادارے سے خریدے جائیں۔ کیونکہ صاف، خالص، تندرست اور بیماری سے پاک بیج ایک بنیادی عنصر ہے۔ اگر بیج اچھا نہ ہوگا تو ساری محنت ضائع ہونے کا احتمال ہوتا ہے

سبزیوں کی کاشت کے لئے زرخیز میرا زمین کو ۹ انچ کی گہرائی تک خوب نرم ہونا چاہیئے۔ زمین کو ہمیشہ مناسب وتر میں تیار کرنا چاہیئے۔ زمین کا ہموار ہونا انتہائی ضروری ہے ورنہ پانی کی کمی و بیشی دونوں صورتوں میں فصل پر برا اثر ہوگا۔

سبزیوں کی کامیاب کاشت کے لئے گوبر کی گلی سڑی کھاد، اور مصنوعی کھادوں کا استعمال لازمی ہے سبزیاں چونکہ کم عرصہ میں تیار ہو جاتی ہیں اس لئے ان کو تیزی سے نشوونما پانے کے لئے خوراک کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جو کہ گوبر کی کھاد اور مصنوعی کھادوں سے بڑی اچھی طرح اور آسانی سے پوری کی جا سکتی ہے۔ سب سے زیادہ تین غذائی عناصر نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاشیم کی ضرورت ہوتی ہے۔

گھریلو کاشت کے لئے کاشت سے ایک ماہ قبل گوبر یا پتوں کی گلی سڑی کھاد ۴ تا ۵ ٹوکری فی مرلہ ڈال کر زمین میں اچھی طرح ملا دیں۔ نائٹروفاسس اور پوٹاشیم سلفیٹ دونوں کا ایک ایک پونڈ فی مرلہ بوائی سے قبل ڈال کر زمین میں ملا دیں۔ جب فصل ایک ڈیڑھ ماہ کی ہو جائے تو ۸ اونس یوریا فی مرلہ گوڈی کرتے وقت ڈالیں۔ اور پودوں کو مٹی چڑھا کر پانی دیں۔ یوریا ڈالنے کے بعد پانی کی کمی نہیں آنی چاہیئے

موسم سرما کی پنیری سے کاشت ہونے والی سبزیاں پھول گوبھی، بند گوبھی، گانٹھ گوبھی، ٹماٹر۔ پیاز، سلاد وغیرہ ہیں۔ پنیری خود پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے یا جس دکان یا ادارے سے خریدیں وہ آپ کا با اعتماد ہونا چاہیئے۔ ان سبزیوں میں پھول گوبھی میں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی اگیتی یا پچھیتی اقسام بے وقت لگانے سے بہت نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔

جن سبزیوں کا بیج کھیت میں براہ راست بویا جاتا ہے ان میں شلغم، مولی، گاجر، مٹر، پالک میتھی وغیرہ ہیں۔

سبزیاں کھیلیوں پر لگائیں جس سے پانی کی بچت ہوگی۔ بیج زیادہ گھنا نہ ڈالیں۔ جب بیج اگ آئے تو مناسب فاصلہ پر پودے چھوڑ کر فالتو پودے نکال دیں۔ بیج لگانے کے بعد پہلا پانی لگاتے وقت احتیاط کریں کہ پانی کھیلیوں پر نہ چڑھنے پائے۔ ورنہ کرنڈ بن جانے کی وجہ سے بیج نہیں اگ سکے گا۔

جڑی بوٹیوں کی بروقت تلفی از حد ضروری ہے۔ ورنہ یہ ناخواستہ پودے فصل کو از حد نقصان پہنچائیں گے۔ ہر پانی دینے کے بعد جب وتر آئے تو گوڈی کر دینی چاہیئے۔ اس سے نہ صرف جڑی بوٹیاں تلف ہو جاتی ہیں بلکہ کھیت دوبارہ پانی جلدی نہیں مانگتا اور اس طرح پانی کی بچت ہو جاتی ہے

دیگر فصلوں کی طرح سبزیوں پر بھی بہت سارے کیڑے اور بیماریاں حملہ کرتی ہیں جس سے نہ صرف پیداوار کم ہو جاتی ہے بلکہ ان کی خاصیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ ان کے لئے احتیاطی تدابیر مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ سبزیوں کے بیماری سے پاک اور تصدیق شدہ بیج استعمال کریں۔

۲۔ سبزیوں کی فصلوں کی مناسب تدویر یا ہیر پھیر (ROTATION) پر توجہ دیں۔

۳۔ سبزیوں کی ایسی اقسام کاشت کریں جن میں بیماریوں کے خلاف مدافعت پائی جاتی ہو

۴۔ اگر کیڑے کا حملہ ہو یا بیماری کے آثار پائے جائیں تو فوراً محکمہ زراعت کے مشورے سے مناسب دوا چھڑکنے کا انتظام کریں اور پندرہ دن کے بعد اگر ضرورت ہو تو دوبارہ دوا چھڑکیں۔ دوائیں ایسی استعمال کریں جو خاص طور پر سبزیوں کے لئے ہوتی ہیں جن کا اثر بہت جلد زائل ہو کر کھانے کے لئے محفوظ ہو جاتی ہیں

۵۔ دوا چھڑکنے کے بعد کم از کم دس دن تک سبزی فروخت نہ کریں اور نہ استعمال کریں

اب نیچے موسم سرما کی مشہور سبزیوں کے متعلق مزید معلومات دی جاتی ہیں تاکہ کاشتکاروں کے لئے کاشت میں ممد ہوں۔

مٹر

مٹر کی اگیتی اقسام کے لئے موزوں وقت اکتوبر کا پہلا ہفتہ ہے۔ درمیانہ موسم کی عام کاشت وسط اکتوبر سے شروع نومبر تک کی جاتی ہے۔ زرخیز میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو بہتر رہتی ہے۔ کاشت سے ایک ماہ پہلے فی ایکڑ۔ اگڈے گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈالیں۔ کاشت کے وقت پٹڑیاں بنانے سے پہلے تین بوری امونیم سلفیٹ ڈالیں اور دو بوری سنگل سپر فاسفیٹ ڈالیں۔ اگیتی اقسام کے لئے ۳ فٹ اور عام کاشت کے لئے ۴ فٹ پر پٹڑیوں کے دونوں طرف ۴ انچ کے فاصلے پر بیج لگائیں پٹڑیوں کے کناروں پر ۲ انچ گہری لکیر لگا کر بیج ڈالیں اور بیج کو مٹی سے ڈھانپ دیں اور آبپاشی کر دیں۔ شروع میں دو تین بار ہر ہفتہ پانی لگائیں۔ بعد میں چودہ دن کے وقفہ پر آبپاشی کرتے رہیں۔ جب مٹر پھلیاں اترنا شروع ہوں تو ہر چنائی کے بعد ایک بوری امونیم سلفیٹ کھاد فی ایکڑ ڈالیں۔ اگیتی کاشت کے لئے ۵۷-H اور عام کاشت کے لئے P-8 گرین نیسٹ کاشت کی جائیں۔ شرح تخم اگیتی اور عام اقسام کے لئے ۳۰ اور ۱۵ کلوگرام فی ایکڑ رکھیں۔

مولی

مولی کی جاپانی اقسام ستمبر سے نومبر تک کاشت کی جاتی ہیں کاشت سے ایک ماہ پہلے دس گڈے گوبر کی گلی سڑی کھاد اور کاشت کے وقت دو بوری سپر فاسفیٹ اور ایک بوری امونیم سلفیٹ ڈالیں اڑھائی فٹ کے فاصلے پر پٹڑیاں بنائیں اور پٹڑی کے دونوں طرف ۳ کلوگرام بیج فی ایکڑ ڈالیں اور آبپاشی کر دیں۔ جب بیج اگ آئے تو ۲ انچ پر پودے چھوڑ کر فالتو پودے نکال دیں۔ بونے کے پندرہ بیس دن بعد فصل کی گوڈی کریں اور ایک بوری امونیم سلفیٹ ڈال کر آبپاشی کر دیں۔ جاپانی اقسام میں مینو اور شمورا اہم ہیں۔

شلغم

پرپل ٹاپ اور گولڈن بال اقسام ستمبر سے نومبر تک کاشت کی جا سکتی ہیں شرح بیج ۱½ کلوگرام ہے۔ اس کی کاشت کے متعلق مولی میں دی گئی معلومات پر عمل کریں

گاجر

گاجر کی عام کاشت ستمبر اکتوبر میں کی جاتی ہے اور ولایتی اقسام اکتوبر نومبر میں کاشت کی جاتی ہیں۔ گاجر کے لئے بہت اچھی میرا زمین درکار ہوتی ہے جس میں پانی کا نکاس بہتر ہو۔ زمین ہموار ہونی چاہیئے۔ ہموار زمین پر کاشت سے پہلے دو بوری سپر فاسفیٹ ایک بوری پوٹاشیم سلفیٹ اور ایک بوری امونیم سلفیٹ ڈالیں ایک ایکڑ کے لئے دس کلوگرام بیج ڈالیں اور دیسی ہل کے ذریعے ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر کھیلیں بنا کر آبپاشی کر دیں۔ ایک ہفتہ بعد دوبارہ آبپاشی کریں۔ بعد میں آبپاشی اکیس دن کے وقفہ پر کریں

عام کاشت کے لئے گاجر کی سرخ لمبی قسم نمبر ۲۹ اچھی ہے۔

پالک

پالک کی دیسی اقسام کو جون سے ستمبر تک اور کنڈیاری قسم کو اکتوبر سے جنوری تک کامیابی سے بویا جا سکتا ہے۔ پالک کے لئے اگرچہ زرخیز میرا زمین ہی مناسب ہے لیکن قدرے کلراٹھی زمین میں بھی یہ کامیابی سے کاشت کی جا سکتی ہے۔ دس گڈے گلی سڑی کھاد فی ایکڑ ڈال کر زمین میں اچھی طرح ملا دیں۔ کاشت کے وقت دو بوری سپر فاسفیٹ اور ایک بوری امونیم سلفیٹ اور نصف بوری پوٹاش ڈالیں۔ اور ہل چلا کر ملا دیں۔ ۱۵ کلوگرام بیج فی ایکڑ چھٹہ کے ذریعہ بوئیں اور ہموار زمین پر ہی آبپاشی کر دیں۔ گرمیوں میں آبپاشی ۳، ۴ دن کے وقفہ پر اور سردیوں میں ہر ہفتہ کرتے رہیں۔ ہر کٹائی کے بعد ایک بوری امونیم سلفیٹ کھاد فی ایکڑ ڈال کر آبپاشی کرتے رہیں۔

میتھی

میتھی ستمبر سے ماہ نومبر تک کاشت کی جا سکتی ہے اور بونے کے ڈیڑھ ماہ بعد پہلی کٹائی حاصل ہوتی ہے کاشت سے ایک ماہ پہلے دس گڈے گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈالیں اور زمین میں اچھی طرح ملا دیں کاشت کے وقت تین بوری سپر فاسفیٹ اور ایک بوری امونیم سلفیٹ فی ایکڑ ڈالیں۔ اور زمین تیار کریں۔ پانچ پانچ مرلے کے کیارے بنائیں۔ ۵ کلوگرام بیج فی ایکڑ استعمال کریں۔ اور برسیم کی طرح کھڑے پانی میں چھٹہ دے کر کاشت کریں۔ حسب ضرورت آبپاشی کرتے رہیں۔ البتہ ہر کٹائی کے بعد فصل کی گوڈی کریں اور جڑی بوٹیوں سے پاک رکھیں۔ اور ایک بوری امونیم سلفیٹ کھاد فی ایکڑ ڈال کر آبپاشی کر دیں۔ میتھی کی ترقی دادہ اقسام میتھی قصوری ہے۔

سلاد

سلاد کا بیج پنیری تیار کرنے کے لئے وسط ستمبر سے اکتوبر کے آخر تک بوئیں۔ پنیری ایک ماہ میں تیار ہو جاتی ہے۔ ایک ایکڑ کے لئے ۱۲۰ سے ۱۵۰ گرام بیج کافی ہوتا ہے۔ کاشت کے ایک ماہ پہلے ۱۰ گڈے گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈال کر زمین تیار کریں اور کاشت کے وقت دو بوری سپر فاسفیٹ۔ ایک بوری امونیم سلفیٹ اور ایک بوری پوٹاشیم سلفیٹ ڈالیں اور اڑھائی فٹ پر پٹڑیاں بنالیں۔ پٹڑی کے دونوں طرف ایک ایک فٹ کے فاصلے پر

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید احمد چوہدری

بین المذاہب رپورٹیں

(عیسائیت)

اپریل 1991ء انگلستان کے ایک مشہور معروف قصبہ کے تاریخی کیتھیڈرل میں جو کنٹربری کیتھیڈرل (CONTERBURY CATHEDRAL) کے نام سے مشہور ہے نئے آرچ بشپ کی رسم تاجپوشی ہوئی جسکو دو ہزار کے لگ بھگ چرچ کے نمائندوں اور دیگر لوگوں نے دیکھا۔ گو عیسائی دنیا میں اتوار کا دن متبرک سمجھا جاتا ہے مگر یہ رسم جمعہ کے دن ہوئی۔ جارج کیری (GEORGE CAREY) نے اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں آج اگر کوئی یہ بیان دے کہ خدا تعالیٰ زندہ جاوید موجود ہے۔ جو اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے۔ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور ہماری بھلائی چاہتا ہے تو اس کے خلاف کئی آوازیں اٹھیں گی۔ معترض حضرات تاریخ میں واضح خون کے دھبوں کی طرف انگلی اٹھا کر بڑے غصے سے اس سے پوچھیں گے کہ کیا یہ "مہربان خدا" کے کام ہیں۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ مذہب کا سہارا صرف ان لوگوں کو چاہیئے جو کمزور عقیدہ کے ہوں حالانکہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جس سے ثابت ہو کہ ایسا ہرگز درست نہیں۔ کیا مشرقی یورپ کے عیسائی کمزور عقیدہ کے تھے۔ جنہوں نے مذہب کی خاطر اپنی جانیں تک دے دیں۔ کیا ایسے لوگ جو صرف اپنے عقائد کی خاطر گھروں سے نکالے گئے کمزور عقیدہ کے لوگ تھے۔ عیسائیت کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جنہوں نے ہر ظلم کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ خدا کی راہ میں جان دے دی مگر اپنے اصولوں کو نہیں چھوڑا۔

نئے آرچ بشپ جارج کیری صاحب جو 103 نمبر پر آرچ بشپ کے عہدہ پر فائز ہوئے ہیں۔ بعض حلقوں میں انقلابی خیالات کے حامل گنے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ اس خیال کے حامی ہیں کہ چرچ میں عبادت فری سٹائل طریق پر ہونی چاہیئے چنانچہ انہوں نے ڈرہم (DURHAM) کے علاقہ سے جہاں وہ VICAR کے عہدہ پر فائز تھے ایسی عبادت کو رواج دیا جس میں عورتیں، مرد اور بچے موسیقی کی دھن پر ناچتے، تالیاں بجاتے، ہاتھ ہلاتے اور بعض دفعہ جذباتی ہو کر روتے بھی ہیں۔

حال ہی میں انہوں نے ایک اور بیان بھی دیا ہے جس میں کہا ہے کہ عیسائیت کو پٹرول سٹیشن کی مانند خیال کرنا جہاں لوگ ہفتے کے بعد روحانی پٹرول بھرتے ہوں ایک فرسودہ خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیوں کو اب ہفتے کے ساتوں دن عیسائی بننا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر عیسائیت کا مستقبل تاریک ہے۔ چرچ میں جن اصلاحات کا انہوں نے اعلان کیا ہے ان میں ایک چرچ کو سوشل کلب کے طور پر پیش کرنا بھی ہے جہاں بڑے بوڑھے اور نوجوان سبھی پروگراموں میں حصہ لے سکیں۔

ایک اور اطلاع کے مطابق میتھوڈسٹ (METHODIST) چرچ آجکل اس بات پر غور کر رہا ہے کہ اپنے پیروکاروں کو ہلکی قسم کے جوئے کی اجازت دے۔ ابھی تک یہ چرچ اس بات پر سختی سے قائم تھا کہ جوئے کی تمام قسمیں منع ہیں۔ حال ہی میں بولٹن کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ جس میں علاوہ دیگر معاملات کے اس بات پر بھی غور ہوگا کہ فنڈ اکٹھا کرنے کیلئے جو جوا کھیلا جاتا ہے اسکی اجازت دے دی جائے یاد رہے کہ 1936ء میں چرچ نے یہ قانون بنایا تھا کہ فنڈ اکٹھا کرنے کے لئے مختلف سکیمیں بھی جوئے کا حصہ ہیں اسلئے منع ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ اسطرح کی اجازت دے کر چرچ کو عوام الناس میں مقبولیت حاصل ہوگی اور رقم اکٹھی کر کے رفاہ عامہ کے کام میں بھی مدد ملے گی۔

ایک عرصہ سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ چرچ جانے والے اور عیسائیت میں دلچسپی لینے والے لوگوں کی تعداد میں نمایاں کمی آ رہی ہے۔ بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ چرچ اپنی موت مر رہا ہے۔ گو بعض عیسائی راہنما اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس بات کا اعتراف کرتے رہتے ہیں مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو بڑی سختی سے اس کی تردید کرتے ہیں ان میں سے ایک جم تھومپسن (JIM THOMPSON) ہے جو ایک عرصہ تک ایسٹ لندن کے علاقہ میں بشپ کے عہدہ پر فائز رہے۔ ان کا خیال ہے کہ دنیا مادہ پرستی، سیکولرزم اور HUMANISM کے تجربہ کے بعد مایوس ہو کر دوبارہ مذہب کی طرف رخ کر رہی ہے۔ اس نے چرچ کے ارباب حل و عقد کو اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ چرچ کو عوام الناس میں اور خاص طور پر نوجوان طبقے میں مقبول کرنے کے لئے اپنے پروگراموں کو زیادہ دلچسپ بنانا چاہئے۔

دوسری طرف ایک اور عیسائی راہنما ونچسٹر کے (DEAN OF WINCHESTER) ڈین نے اکسفورڈ میں عیسائیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قدیم فرسودہ رسم و روایات اور بوسیدہ قوانین کی وجہ سے کلیساؤں کا نظام ابتر ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صورت حال میں اضافہ اس بات سے بھی ہوا ہے کہ موجودہ دور میں چرچ کے اندر تقرریاں ایسے افراد کی کی گئی ہیں جن کو چرچ کے نظام کو چلانے کا کوئی تجربہ نہیں۔ ڈین نے کہا کہ چرچ کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر اصلاحات کی جائیں اور پیشہ ور منتظمین مثلاً اکاؤنٹنٹ وغیرہ چرچ کے ممبر بنائے جائیں جو چرچ کے نظام میں ہاتھ بٹا سکیں۔ انہوں نے چرچ کے بشپوں پر بھی تنقید کی اور کہا کہ ان کو چاہیئے کہ وہ صحیح آدمیوں کا انتخاب کیا کریں۔

بقیہ : صا سے آگے

تھا اور دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔

خطبہ کے بعد ایجاب و قبول ہوا جس کے بعد اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا مولانا سیفی صاحب نے کرائی۔

تقریب رخصتانہ میں صدر انجمن احمدیہ کے ناظران تحریک جدید کے وکلاء، افسران صیغہ اور کارکنان جماعت احمدیہ سمیت ایک بڑی تعداد شامل ہوئی۔ امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے بھی از راہ شفقت اس تقریب میں شرکت فرمائی۔ خواتین کی بھی بڑی تعداد شامل تھی۔ خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد میں سے حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

بقیہ صا سے آگے

پودے لگائیں اور آبپاشی کر دیں۔ آبپاشی ہر ہفتہ کرتے رہیں۔ جڑی بوٹیوں کو ختم کرنے کے لئے ایک دو گوڈیاں مناسب وتر میں کریں۔ فصل دسمبر سے جنوری تک حاصل ہو جاتی ہے۔

پھول گوبھی

پھول گوبھی کی درمیانہ اقسام کا بیج اگست ستمبر میں ذخیرہ میں بویا جاتا ہے اور ستمبر اکتوبر میں پنیری کھیت میں تبدیل کی جاتی ہے۔ فصل دسمبر میں تیار ہو جاتی ہے۔

پھول گوبھی لگانے کے لئے کاشت سے ایک ماہ پہلے کھیت کو ہموار کر کے اس میں ۲۰ گڈے گلی سڑی کھاد ڈالیں اور خوب اچھی طرح ملائیں۔ کاشت کے وقت تین بوری سنگل سپرفاسفیٹ ایک بوری امونیم سلفیٹ اور ایک بوری پوٹاشیم سلفیٹ ڈال کر اڑھائی فٹ پر پٹڑیاں بنا کر ایک طرف پودے ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر لگائیں۔ پنیری ہمیشہ شام کے وقت جب گرمی کم ہو لگائیں۔ پنیری لگانے سے پہلے کھیلیوں کے درمیان پانی چھوڑ دیں۔

پنیری لگانے کے ایک ماہ بعد گوڈی کر کے دو بوری امونیم سلفیٹ ڈال کر مٹی چڑھا دیں۔ پانی ۱۵ دن بعد یا حسب ضرورت دیتے رہیں۔ درمیانی اقسام کا ½ کلوگرام بیج فی ایکڑ کافی ہوتا ہے۔

گوبھی کی کاشت کے لئے بیج حاصل کرتے وقت زمیندار کو ازحد احتیاط برتنی چاہیئے کیونکہ اکثر اگیتی پچھیتی اقسام کا بیج غلط وقت پر کاشت کرنے سے فصل بالکل ناکام ہو جاتی ہے۔ اس لئے بیج حاصل کرتے وقت اس بات کے متعلق مکمل تسلی ازحد ضروری ہے۔ ورنہ ازحد نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر نئے شروع کرنے والوں کے لئے انتہائی احتیاط لازمی ہے۔ اپنے علاقے کے لئے موزوں بیج اپنے علاقے کے توسیعی زراعت عملہ سے مل کر اور ان کے مشورہ سے حاصل کریں تو بہتر ہوگا۔

گنڈھ گوبھی اور بند گوبھی کا بیج بھی اگست سے اکتوبر تک بویا جاتا ہے اور پنیری ستمبر سے نومبر تک تبدیل کی جاتی ہے باقی سب عوامل پھول گوبھی کی طرح ہی ہیں۔

حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ فرماتے ہیں:۔
"پس میں آج پھر یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر اطاعت اور فرمانبرداری کی روح پیدا کرو جب تک یہ روح زندہ رہے گی احمدیت زندہ رہے گی"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ کوئٹہ کے قریب مال گاڑی انجن سمیت تباہ ہو گئی ۔ ڈرائیور اور فائر مین زخمی ہو گئے ۔ تین میل دور بریک فیل ہونے کی اطلاع کوئٹہ کے کنٹرول روم کو دی گئی جس نے ہنگامی حالت کا اعلان کر کے تمام پھاٹک بند کر دیئے اور کانٹا بدل کر ٹرین خالی لائن پر بریکر پر ڈال دی لیکن ٹرین اتنی تیز تھی کہ وہ بریکر کو توڑتی ہوئی سڑک پر چڑھ گئی ۔ ڈبے ایک دوسرے کے اوپر چڑھ گئے ۔ انجن تباہ ہو گیا ۔

○ مقبوضہ کشمیر میں ٹیٹوال سیکٹر میں بھارتی فوج نے دوبارہ فائرنگ کر دی جس سے تین افراد شہید اور ۲ زخمی ہو گئے ۔ بھارتی فوج نے اٹھمقام کے قریب مظفر آباد جانے والی جیپ اور ایک ٹرک کو نشانہ بنایا شہریوں نے بھاگ کر جان بچائی ۔ جیپ اور دو گاڑیاں تباہ ہو گئیں ۔

○ عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما اور سرحد کے صوبائی وزیر بشیر بلور نے کہا ہے کہ انہیں کالا باغ ڈیم سے اتنی نفرت ہے جتنی سلمان رشدی سے انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ نے مہنگائی اور ڈکیتیوں کے سوا کچھ نہیں دیا ۔

○ پیر پگاڑہ نے کہا ہے کہ حکومت ۶ ستمبر کے بعد سے بونس پر ہے ۔ انہوں نے کہا کہ کابینہ میں توسیع سے ان کی مسلم لیگ کے فنکشنل ہونے کا پروگرام متاثر نہیں ہو گا ۔

○ جھنگ میں امام بارگاہ بلاق شاہ میں ڈیوٹی پر موجود پولیس والوں پر ایک بم پھینکا گیا جس سے چار پولیس والے زخمی ہو گئے ۔

○ پیچہ وطنی میں سپاہ صحابہ اور پولیس کے درمیان تصادم سے دو کانسٹیبل زخمی ہو گئے ۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کو وزیر اعظم بننے پر اسلامی اتحاد کا احسان مند ہونا چاہیئے ۔

○ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عبد القیوم نے کہا ہے کہ بھارت کشمیر کے ذریعے کھوٹہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے ۔ ہم ہر وقت خطرے میں ہیں تاہم وزیر اعظم کا یہ کہنا درست ہے کہ فوری طور پر جنگ کا کوئی خطرہ نہیں ۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ آزادی صحافت کے دعوے ہو رہے ہیں لیکن صحافت "کالے بچھوؤں" میں جکڑی ہوئی ہے

○ سندھ میں ڈاکوؤں نے پانچ اغوا شدہ افراد کو قتل کر دیا ہے ۔

غیر ملکی خبریں

○ روس اور امریکہ نے مشترکہ طور پر یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے افغانستان کے متحارب فریقوں کو اسلحہ کی فراہمی بند کر دینے کا اعلان کیا ہے ۔

○ امریکی صدر مسٹر بش نے کانگرس کو دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے اسرائیل کے لئے ۱۰ ارب ڈالر کے قرضہ کی منظوری دی تو وہ اسے ویٹو کر دیں گے ۔ صدر بش نے کہا کہ یہ اقدام مشرق وسطی میں امن کی مساعی کے لئے ضرر رساں ہو گا ۔

○ یوگوسلاویہ کے صدر نے اپنی فوج کو دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے ان کے احکامات پر عمل نہ کیا تو وہ غیر ملکی فوج کو مداخلت کی دعوت دینے میں نہیں ہچکچائیں گے ۔

○ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے میں ملوث بھارتی فوجیوں پر مقدمات چلائے جائیں اور جرم ثابت ہونے پر انہیں سزائیں دی جائیں ۔

○ بھارت کے صوبے اترپردیش کی حکومت نے ایودھیا میں واقع تاریخی بابری مسجد کو شہید کرنے کی اجازت دے دی ہے اس بارے میں عدالت کے فیصلے کا بھی احترام نہیں کیا گیا ۔ مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج شروع کر دیا ہے ۔

فوری ضرورت

محلہ دار الصدر ۔ دار الرحمت ۔ دار البرکات دار النصر غربی اور دار العلوم غربی میں پلاٹس اور مکانات کی فوری ضرورت ہے ۔ ضرورت مند احباب برائے فروخت رابطہ فرمائیں ۔ آپکی خدمت میں پیش پیش

پراپرٹی سنٹر

پروپرائٹر: نعیم الرحمان / کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.